



## لِقَاءُ وَفَيْ

زیر نظر رسالت سید سجادؑ کا موضوع اس کے نام سے  
ظاہر ہے۔ اس میں ہمارے چوتھے امام کے مختصر سوانح حیات  
ہیں۔ امامیہ مشن نے طے کیا ہے کہ آئندہ عالم کی سوانح عمریاں ایک  
ایک جزو پر شائع کرے جس میں نہایت ضروری حالات  
آسان زبان میں لکھے جائیں۔ جو عام طور پر کے یہی نہیں  
ہوں اور جن کا یاد رکھنا بچوں کے لیے بھی آسان ہو۔ ثابت  
بھی اتنی کم ہو کہ غلامان آئندہ ان رسولوں کو اپنی مخلسوں میں  
حضر کی جگہ پر قیمتیں بھی کر سکیں۔ خیال پرچہ پیر رسالت اس سلسلے کی  
دوسری کڑی ہے۔ اس سے پہلے ”رہبر کامل“ کے نام سے  
حضرت علیؑ کی سوانح عمری شائع ہو چکی ہے۔ اولو المژم عصر ا  
قوم نے اپنے بیہاں کی مخلسوں میں اس رسالت کو قیمتیں بھی فراہم کیے ہے۔

خدا دم من

سید آفاق حسین رضوی

(رائیری سکریٹری)

۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء

## سیدیجی دعا

مہرہ

دنیا اس وقت مادیت کی گرویدہ ہو رہی ہے اور خدا کو بھوتی جاتی ہے بلکہ بہت کچھ بھول چکی ہے۔ اس کا تجھیر یہ ہے کہ ہر زبردست کمزور کو کھل دینا چاہتا ہے۔ ہر طاقت دربے طاقت کو مٹا دینا چاہتا ہے ہر اکثریت اقلیت کو پال کر دینا چاہتی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس وقت اللہ کے بندوں میں خان کی بندگی اور پچھی عبادت کا جذبہ پیدا کیا جائے کیونکہ الالہ کی بندگی پیش نظر ہے تو خدمتِ خلق سے انسان غافل رہ نہیں سکتا۔ یہ طاقت کمزور کو مٹا سکتا ہے بلکہ اپنی قوت و طاقت سے اس کا مخالف ہو جائے گا۔ اکثریت اقلیت کو فنا کرنا نہیں چاہے گی بلکہ اس کے پیسے پناہ پہنچیں گی۔ اس جذبہ پر عبودیت کو پیدا کرنے کے لیے ان خالص بندگان خدا کا تذکرہ ہونا چاہیے جو بھول نے سخت سخت سقوط پر بھی اللہ کی یاد نہیں چھوڑ لیا۔ اطمینان اور سکون کے لمحوں میں رسمی طور پر عبادت سب سی کر سکتی ہیں۔ اور خاطرِ حرمی کے عالم میں اللہ کو مانتے والے بہت سے اس کا سجدہ کر لیتے ہیں۔ مگر صدیقوں کی گھنٹوں پر کھٹاؤں میں نکالیف دشمنوں کے ہجوم میں افظالم کے طوفانوں میں اور راب بھائی اور روسرے نزیروں کی جدائی کے پیسے پناہ صدموں میں اسی عمارت کرنا کہ...

**”رَبُّ الْعَالَمِينَ“** نام سے زیادہ مشہور لفظ ہو جائے اور اسے سجدہ کرنے کے

**و سید سجادؑ** خطاب ہو جائے صرف مظلوم کر بلہ حضرت امام حسینؑ کے بیان  
فرزند حضرت امام علی بن احسینؑ سے مخصوص ہے۔ یہ مختصر صفحات انہی  
کی تاریخ زندگی کا ایک خاکہ پیش کرنے کے لیے لکھے جا رہے ہیں۔

**لشکر** حضرت سید سجادؑ مخصوص ہیں ہیں جنہوں نے عرب اور عجم دولت  
قوموں کی ممتاز نژادیوں کو اپنی ذات میں جمع کر لیا تھا اور دادیاں  
کی طرف سے روحانی اقتدار کے وارث ہوئے تو ناٹھیاں کی جانب سے ایران کے شہزادی  
خاتمان کی شامانہ تھمت اور مبتدأ و صاف کے وارث بھی ہوئے۔ ان کے والدزادگوں  
رسول خداؐ کے نواسے اور علیؑ اور فاطمہؓ کے بیٹے حضرت امام حسینؑ شہید کر لائے تھے اور  
ان کی والدہ آخری تاجدار ایران بیرون گرد کی بیوی شاهزادن خپیں جو شہر بازن کے امام  
سے زیاد مشہور ہیں۔ اس وقت کہ جب عرب میں نسلی تقبیب انتہاد رہ رہتا تھا۔ عجم کی  
شہزادی ایسراو کر عرب کے ملک میں آئیں۔ کون تھا جو قومی اور نسلی دشمنی کے  
ہوتے ہوئے شہنشاہ ایران کی لڑکی کو مناسب عزت و احترام کا درجہ دے سکتا۔  
ایک لڑا بنت کے طبق علم پردار حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہی تھے جنہوں نے  
ایران کی شہزادی کو اپنے بیٹے حضرت امام حسینؑ کے ساتھ بیاہ کر عرب کی ملکہ  
نبادیا اور خدا نے انہی کو حضرت امام زین العابدینؑ کی ماں بننے کا شرف عطا  
فرمایا۔ اس طرح امام زین العابدینؑ عرب کے سردار حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے  
بوئی اور عجم کے شہنشاہ بیرون گرد کے نواسے تھے اور اسی بیٹے عرب و عجم سب ہی  
کی بیگانہ میں بڑھی عزت کا درجہ رکھتے تھے۔

**ولادت** حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو فہریں مسئلہ خلافت پر مکن تھے  
جب ۵۰ هجری الثانيہ ۲۳ صفر میں سید سجادؑ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے دادا حضرت علی اُبین الی طالب اور سارے خاندان کے لوگ اس بولو دکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور نشاید علی ہی سنے پوتے ہیں اپنے خدوخال دیکھ کر اُس کا نام لپٹنے نام پر علی نام رکھا۔

**ترمیت** فائدہ الحنفی کا موقع زین مل رکا۔ اس لیے کہ ان کا آپ کی ولادت کے بعد ہی انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے بعد دُبُرس کا رکن تھا جب آپ کے دادا حضرت امیر علیہ السلام کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ امیر بن العابدین علیہ السلام لپٹنے پڑا حضرت امام حسن علیہ السلام اور والد حضرت امام حسین علیہ السلام کی ترمیت کے سایہ میں پرداں چڑھتے بارہ برس کی آپ کی غدر تھی جب حضرت امام حسنؑ کی وفات ہوئی۔ اب امامت کی ذمہ داریاں آپ کے والد حضرت امام حسینؑ سے متعلق تھیں۔ شام کی حکومت پر بھی آپ کے کا قبضہ تھا اور واقعات کریما کے اسباب جیتنی جیسا وکی منزل کو قرب سے قریب تر لارہے تھے۔ حبیب حضرت زین العابدینؑ ٹلوغ کی منزل پر پہنچ کر حوانی کی حدود میں قدم رکھ رہے تھے۔ زین العابدینؑ نے آجھیں کھول کر ان واقعات کی رفتار کو آگے ہی ٹھہرائے ہوئے دیکھا جنہوں نے بودیں کر بلاؤ کی تربیت کو ضروری قرار دیا۔

**شادی** اُسی زمانہ میں جب کہ امام حسینؑ مدینہ میں خاموشی کی زندگی حضرت نے اپنے فرزند تبدیل ہجاؤ کی شادی اپنی بیوی عینی حضرت امام حسنؑ کی خوازد کے ساتھ کر دی جن کے لطیں سے امام محمد باقرؑ کی ولادت ہوئی۔ اور اس طرح

امام حسینؑ نے اپنے بعد کے یہ سلسلہ امانت کے باقی رہنے کا سامان خود اپنی آنندگی میں کر دیا۔

**وَا قَعْدَرَ كَمْ بِلَا** اس شہر میں سیدِ حجّادؐ کی عمر ۲۷ سال کی تھی حضرت امام سعیت نہیں کہا جا سکتا کہ راستہ ہمیں یہی کر بلایا سمجھتے کے بعد کہاں آپ بیمار ہوئے اور دشمن حرم اللہؐ کو امام حسینؑ کی شہادت کی وجہ پر وہ اس قدر بیمار رہتے کہ اٹھنا پڑتا تھا اور یقین ہے کہ ساتوں ہے اپنی بند ہونے کے بعد بھر سیدِ حجّادؐ کے یہی بھی پانی کا ایک قطرہ ملا انکو ہو گیا۔ ایک ایسے بیمار کے پیغمبر تخلیف برداشت سے باہر ہوتی۔ عائزور کے دل کے اندر حصے میں وہ کاشت کے عالم میں رہنے والے ایسی یہی کر بلایا کے جہاد میں اس طرح شریک نہ ہو سکے جب طرح ان کے دوسرا بھائی شریک ہوئے اور اسی یہی حضرت امام حسینؑ کی آخری رخصیت کے وقت وہ دھیتیں جو امانت کے لئے متعلق تھیں خود سیدِ حجّادؐ کے پیغمبر دنیز کے مکانہ میں ایک کاغذ پر لکھ کر اپنی صاحبزادی فاطمہ تیرٹی کے پیغمبر و فدا دیا۔ اور کہہ دیا کہ جب تھار سے بھائی ہوش میں تو اُنہیں دیدینا۔ قدرت کو سیدِ حجّادؐ کا استوان دوسرا طرح لینا تھا وہ حسینؑ کے پیغمبر سے ہوئے تھے کہ فاصلہ سالارہنٹے والی تھی۔ اور ہر امام حسینؑ کا شہید ہو سکے اور اس دھرم و شہزادوں نے خیام ایں بیت کی طرف لکھ کر دیا اور لوٹنا شروع کر دیا۔ اس وقت کا اہل حرم اماں کا احتضان بیت میں تھا لکھ اور زپھر ان ہی چیزوں پر لگ کے بھروسے تھے۔ اس وقت سیدِ حجّادؐ کا کیا عالم تھا اُس کے لہار

کے لیے کسی زبان یا قلم کو الفاظ ملنا بغیر ممکن ہے۔ مگر کیا کہنا زین العابدینؑ کی عبادت خدا کا انھوں نے اس بیماری اس محیبت اور اس آفت میں بھی اپنی عبادت کی شان میں ترق آئے نہ دیا۔ انھوں نے گیارہوں محرم کی شب کو نمازِ لہبیہ کے بعد سجدہ معبود ہیں خاک پر سر کھد دیا اور ایک ہی سجدے میں پوری رات نعمت کر دی۔ سجدے میں یہ کلمات زبان پر تھے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
اللَّهُ حَقٌّ حَقٌّ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْأَمْمَاتِ نَادَى صَلَوةً قَافًا - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
تَعَبَّدُ كُلُّ وَرِيقٍ " و مخفی کوئی معبود نہیں سوائے ایک اللہ کے ہو جت ہے۔  
یقیناً احن ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے ایک اللہ کے ایمان کے روے  
اور سچائی سے۔ کوئی معبود نہیں سوائے ایک اللہ کے۔ کو اسی وقتا  
ہوں میں اُس کی بندگی اور نیازمندی کے ساتھ یوں ہی صحیح ہو گئی۔  
دوسرے دن فتح دشمن کے سالاراں بن سعد نے اپنے کشتوں کو جمع کیا  
اور ان پر نمازِ پڑھ کر دفن کیا مگر حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے لاشوں  
کو اسی طرح لے گور و کھن زین گرم کر لایا پر دھوپ میں چھوڑ دیا۔ یہ معنے  
سیدِ حجادؓ کے لیے انتہائی تکلیف کا سعیادہ اس وقت جب دشمن کیہاں تھیں  
قید پہ کر رہن تو۔ بچوں کیوں اور دیگر اہل حرم کے رہائش مقتل سے گذر رہے  
سکتے تو یہ حالت سمجھی کہ تربیت تھار دیج جسکے بعد اہم جاہے۔ انہیں اس کا  
حد درستھا کروہ لپھے باہم اور دوسرے غریب دل کو دشمن نہ کر سکے۔ وہ تو  
دشمنوں کے ہاتھ میں ایسی سمجھئے اور کریب سے کوفہ کے جاۓ جا رہے تھے۔  
حقیقت یہ ہے کہ لکھاول کو یہ چین کرنے والا تھا وہ منتظر ب  
خاندان رسولؐ کا لٹا ہوا فاطمہ دربار این زیاد میں پہنچا۔ سیدِ حجادؓ کو نہ

کر رہے تھے کہ یہ دہکی کوفہ ہے جہاں ایک وقت میں علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام  
بادشاہ سمجھے ہاتھے تھے اور زینتؑ و آم کلتو م شاہزادیاں۔ آج اسی کوفہ میں  
ظالم ابن زیاد خود حکومت پر بیٹھا ہے۔ اور رسول اللہ کا خاندان مقید کھڑا ہے۔  
سید سبیاؑ ایک بلند انسان کی طرح اتنا فی صدر مراد تکلیف کے ساتھ کھی ایک  
کوہ وقار بنے ہوئے خاموش کھڑے تھے۔ ابن زیاد نے اس خاموشی کو توڑا  
یہ بوجھ کر کہ تھارا کیا نام ہے؟ امام نے فرمایا۔ علی ابن الحسینؑ وہ کہنے لگا۔ کیا  
اللہ نے علی بن حسینؑ کو قتل نہیں کیا؟ امام نے جواب دیا۔ وہ پیرے ایک ہدایت  
”علیؑ“ تھے جنہیں لوگوں نے قتل کر دیا۔ وہ سرش جاں کہنے لگا۔ نہیں  
بلکہ انہوں نے قتل کیا۔ امام نے یہ آیت پڑھی کہ۔ ”آللہ یتولی الائک نفسَ  
حَسِيبَنَ مَوْلَهَا۔“ الجی اسراری موت کے وقت فیضِ روح کرتا ہے۔ اس اعتبار  
سے تھارا اقول درست ہو سکتا ہے۔ اس پر ابن زیاد کو غصہ ایکیا اور کہا۔ اُتمی  
اب بھی مجھ کو جواب دیتے اور پیری بات روکنے کی حراثت ہے۔ اور فوراً قتل کا حکم دیا۔  
پہنچنا تھا کہ حضرت زینتؑ وور کرایے بھجنیس کی بیٹیں اور کہا کہ ”مجھ کو اس کے ساتھ  
قتل کیا جائے۔“ سید سجادؑ نے کہا۔ ”پھوپھی بھجوڑ دیجئے اور مجھے ابن زیاد کا جواب دیجئے  
دیجئے۔“ ابن زیاد تو پہنچنا تھا کہ کر بلاں اُل محمدؐ کے پیتے ہوئے خون کو دیکھ کر سید سجادؑ  
کے دل میں موت کا ڈر سما کیا ہو گا اور وہ قتل کی حکمی سی سہم جائیں گے میگر کہا در حقیقت  
بہادر فرزند نے ٹیکر بدل کر کہا۔ ”ابن زیاد تو مجھے موت سے ڈرا تا ہے۔ کیا ابھی نکھلے ہیں  
معلوم ہوا کہ قتل ہوتا ہماری عادت ہے اور شہادت ہماری فضیلت ہے۔“ بہادر پر زور لٹھا  
تھے جنہوں نے ظالم کے سر کو تھکا دیا۔ حکم قتل ختم ہو گیا۔ اور تابت ہو گیا کہ حسینؑ کی  
شہادت سوانح کی اولاد اور اُل حرم پر کوئی خون نہیں چھاپا بلکہ قائل ہی اس

خاندان کے صہبہ و اس تقلیل کی وجہ سے مجھے کو خوف زدہ ہو چکے ہیں۔ کوئی کے بعد یہ فافلم  
مشن کی طرف روانہ ہوا جس دن مشن میں داخلہ تھا اس دن وہاں سے بازار  
خاص تھا مگر سر صحابہ کے ساتھ اور تمام شہر میں آئتہ بندی کی گئی تھی اور لوگ اپنے ٹینیں  
مل رہے تھے۔ اس وقت حبیل کے الہام حرم پر ٹکلیف محسوس کر رہے تھے اس کا کوئی اندازہ  
کر سکتا ہے۔ ایسے وقت انسان کے ہوش و حواس بجا ہیں رہتے۔ مگر وہ سیدھا ہوتے جو ہر  
وقع پر پہنچتا اصلاح اور یعنی مشن کی تبلیغ کرنے جاتے تھے جس وقت یہ فافلم اپنا سکول کو لے رہا  
تھا تو اموی حکومت کے ایک ہوانگوارتے حضرت سید سجادؑ سے لہتر پہنچا۔ اے فرزند حبیل  
”کس کی فتح ہو کی؟“ آپ نے جواب میں فرمایا۔ ”تم کو اگر معلوم کرنا ہے کہ کس کی فتح ہوئی؟“  
تو ہبی نماز کا وقت آئے اور اذان واقعہ مدت کی جائے اس وقت سمجھ لینا کہ کس کی فتح ہوئی؟“  
ایسا طرح اس وقت جب یہ فافلم جلد مشن کے دروازہ پہنچا تو ایک بوڑھا سامنے آیا اور اس  
نے قریوں کو دیکھ کر کہا کہ نشکر ہے اس خدا کا جس نے تم کو تباہ و پریا کیا اور کمک کر کھانے  
مردوں کی خالی اور پر انسو نیا اور خلیفہ وقت تیرنید کو تم پر غلبہ عطا فرمایا۔ ان اسی روایت  
فافلم سالار حضرت سید سجادؑ سمجھ لئے کہ یہ ہم لوگوں کو دلکش نہیں ہے۔ فرمایا کہ اسے شنی کی لئے  
یہ آیت قرآن میں پڑھی ہے۔ قل لَا أَسْكُلَمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا مُؤْدَةٌ فِي الْقُرْبَىٰ۔  
کہہ دوائے رسولؐ کیں سوائے اپنے الہبیتؑ کی محبت کے تم کو اس تبلیغ ریالت پر کوئی حضور  
نہیں ملتا۔ بوڑھے نے کہا اس پر آیت میں نہ پڑھی ہے۔ فرمادہ رسولؐ کے الہبیتؑ کم  
ہی ہیں جن کی محبت تم پر فرض ہے۔ یوں ہجھس والی آیت میں جو ذہنی الفہری کا  
لفظ ہے اور آریہ تعلیمیں اہل انبیتؑ کی لفظ ہے جس پر آپؑ اس کو یاد دالا۔ بوڑھا  
یہ سن کر شور طریقہ دیرجیت سے غاموش رہا پھر کہا کیا خدا کی تم لوگ وہی ہو جس سید سجادؑ  
نے فرمایا۔ ہاں قسم ہے خدا ہم وہی الہبیتؑ اور قربت دار رسولؐ کے ہیں یہ سن کر

بچرلیہا شیخ رونے لگا اعمامہ سر سے چھپنیک دیا اسر آسمان کی طرف ملیند کیا اور  
کہا "خدا دند اگواہ رہنا کہ میں آں محمدؐ کے ہر شش سے بیزار ہوں ۔ پھر امام سے  
عرض کیا" کیا بیسری تو بقول پوکتی ہے "فرمایا۔ میں اگر تو تو بکرسے تو  
قبول ہو اور تو ہمارے ساتھ ہو گا۔ اس نے عرض کیا" میں اس جبرم سے توبہ  
کرتا ہوں جو میں نے واقف نہ ہوتے کی وجہ سے آپ کی شان میں گستاخی کی" ۔  
کوفہ میں درباراں زیارتیں اور بھر بازار کو قہ میں اور بھر دشیں بیڑیں  
کے سامنے پیدھیا اور دیگر اہل حرمؐ کی بہا درا نہ گفتگو میں خطبے اور اخراج وہ کھو  
جنھوں نے دنیا کو شہادت حسینؐ کا مقصد بتایا اور اس طرح زین العابدینؐ نے  
اس مشن کو پورا کیا جیسے امام حسینؐ نے انجام دیا تھا ۔

لماں کے پنکہ قیدِ شام سے رہائی کے بعد امام زین العابدینؐ مع الحرم مدینہ  
لماں کے پنکہ لگئے اور خاموش نہیں گذار ناشروع کی۔ مگر مدینہ میں اب ترید  
کی خلافت کے خلاف چذابت بھر کی چکے تھے۔ ان لوگوں نے کوشنہ کی کہ امام زین العابدینؐ<sup>ع</sup>  
کو اپنے ساتھ تحریک کیا جائے مگر امام زین کی نیت اور ان کے ارادوں کی حالت کو خوب  
جانتے تھے آپ نے ان کا ساتھ دینا منظور نہیں فرمایا۔ اس بیٹے مدینہ رحیب ترید کی فوج  
نے پلٹھانی کی تو امام زین العابدینؐ کو بلا وجہ کوئی لفظ ان پہنچانے کی کوشش نہیں کیا۔  
مگر آپکے روعلانی صدیک کے لیے یہ یہاں کافی تھا کہ رسول اللہؐ کی مسجد میں تین روز تک  
کھوڑے پندرہتھے رہے۔ سیکھوں مسلمان تہیید ہوتے اور سیکھوں شریف عورتوں  
کی فوج ترید کے ہاتھوں عصمت دری ہوتی۔ میں صدیق تھا جو زین العابدینؐ کے لیے نہیں  
سخت اور ناگوار تھی۔ مگر آپ نے صبر و استقلال کو متحمہ سے جوانی نہیں دیا بلکہ میراث  
پر چیز کہ شہادت حسینؐ سے ہر طرف انقلاب پر باقاعدہ اور مختلف چاعین نجیبین

کا بدلہ بیت کے لیے کھڑی ہوئی تھیں۔ حضرت امام زین العابدینؑ کا اس ہنگامہ سے الگ نہ کر صرف عبادت اور تعظیماتِ الہو کی اشاعت میں معروف رہنا ایک طراجیت تھا کہ فتنہ کا نہ تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سلیمان ابن حُرَيْثؑ انہی یامحمدیانی عبید و لقی جنہوں کے قاتلان حسینؑ سے انتقام لیا، امام زین العابدینؑ کے دل میں ان کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ موجود تھا۔ آپ کے محترم کے لیے دعا کے خیز فرماتی ہے۔ آپ نے برادر کوں سے دریافت کیا ہے کہ کون کون قاتل صہیںؑ کے قتل ہو گئے تھے پھر احمدارتے ان قاتلوں کو ان کے جرائم کی سزا دے کر سید سجادؑ کے زخمی دل پر ایک پڑا امر تم لکھا دیا۔ مگر آپ کی طرزِ عمل اتنا بغیر مقلوق اور حتماً طرفہ کا کہ حکومت وقت کی طرف سے کوئی ذمہ داری آپ پر ان اقدامات کی بھی عائد نہ ہو سکی۔

آپ کی پوری زندگی کا دُوراںِ مجدد اور ان کے شیعوں کے لیے پرائیویڈری یزید کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد جو ابی بن یوسف لقیٰ کی ظالم حکومت اور حسنؑ کے آل بیویوں کے دو سلطوں کو قتل کرنا حکومت کی طرف سے ہر ایک قتل و حرکت بلکہ کشتوں پر بھی خپیہ بخروں کا مقرر ہونا اس صورت میں کہاں ممکن تھا کہ آپ ہذا بخش حق کے فرائض کو آزادی کے ساتھ انجام دے سکتے تھے آپ کی خاموشیت زندگی ہی دنیا کے لیے بہترین مثال تھی اور اپنی اس خاموشی زندگی سے آپ دنیا کو رسول اللہ کے طرزِ عمل سے روشناس بنا رہے تھے۔

مشتعل زندگی ادا قبور کر لیا کہ بعد م ۳ ہر س امام زین العابدینؑ نے اپنے مشتعل زندگی انگو احوالات میں اپنے سعیر و ضبط اور استقلال سے گزارے اس تمام تھا۔ میں آپ دنیا کے شور و شر سے علیحدہ صرف دشمنوں

۱۳

میں رات دن بس کرتے تھے۔ ایک عبادت خدا دوسرے اپنے باپ پر گردہ یہ بھی آپ کی قلبیں تھیں جو زندگی بھر جا رہی تھی۔ آپ چھٹا اپنے والد بزرگوار کے مصائب کو یاد کر کے اوسے ہیں دیباں کسی نے اتنا گزیرہ تھیں کیا۔ ہر ہر وقت پر آپ کو تھیں کی تھیبت یاد آتی تھی جب کھانا سامنے آتا تھا اسے تو وہ تھج جب پانی سامنے آتا تھا اسے تو وہ تھجی جسین کی بھوک و بیاس یاد آ جاتی تھی تو اکثر اس شدت سے گریے وزاری فرمائے تھے اور اتنی دیر تک روشنی میں معروف رہتے تھے کہ گھر کے دوسرے لوگ گھر اجابت تھے۔ اور انہیں آپ کی زندگی کے یہ خطرہ محسوس ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آخر کب تک روئے گا تو فرمایا کہ عقیقوٹ بی بی کے بارہ میں تھے ایک فرزند تھا اور گیا تو وہ اس قدر روئے کہ آنکھیں جاتی رہیں میرگی سامنے تو اٹھا رہا تیر زد افراط ہیں کا مثل و نظیر دنیا کے پرده پر نہ سختا قتل ہو گئے ہیں میں کیسے نہ رہوں ۔

یوں تو یہ وہ نا اکل فطری تاثرات کی اخراجی کے تھا مگر اس کے ضمن میں ایک نیا سی پر امن طریقہ تھیں کی مطلوبیت اور شہادت کا تذکرہ زندہ رہا اور نہیں الہا بدین کے غیر معمولی گریدے کے چرچے کے ساتھ شہادت جسین کے واقعات کا تذکرہ فطری طور سے لوگوں کی زبان پر آتا رہا ہو دوسری صورت میں اس وقت حکومت دشمن کے مصالح کے خلاف ہونے کی بنا پر ممنوع و قرار بیجا تا۔

**رویہ کی عربیہ کو فشار کی** اتنی پر امن زندگی کے باوجود حکومت تمام کو اپنے کا اندلسیہ ہوا اور عبد الملک ابن هرداں نے اپنی حکومت کے زمانے میں آپ کو گرفتار کر کے سجن سے تمام می طرف یلوایا اور دو تین دن آپ پیش میں قید بھی رہے مگر خدا کی قادرت تھی

یا آپ کی روشنائیت کا اعجہاز جس سے عبیدالملک خود پیشگان ہوا اور مجیوڑا حضرت کو مدینہ والپس ہو جائے دیا۔

**اخلاق و کمالات** پیغمبر حنفی اس کلش کا پیغمبر صحبت محتقی کہ بارہ و دیکھا تر

او صاف کی عالی ہوتی رہیں جن میں سے ہر ایک اپنے وقت میں نوع انسانی کے لیے بہترین نمونہ محتقی۔ چنانچہ اس سلسلہ کی چھتی کرٹی سید حسن جادو محتقی۔ جو اخلاق و کمالات میں اپنے بزرگوں کے یاد گار تھے اگر ایک طرف صبر برداشت کا جو ہر دھن کو کیا۔ کے آپ نے میں نظر آیا تو دوسرا طرف حلم اور عفو کی صفت آپ کی انتہائی درجہ رسمی۔ آپ نے ان مولویوں پر اپنے خلاف سخت کلامی کرنے والوں سے جو طرح کی گفتگو زمانی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا حلم اس طرح کا نہ تھا جیسے کوئی کمزور لفڑی والا انسان ڈر کرایا۔ اپنے کو مجبوس سمجھ کر محل سے کام لے بلکہ آپ عفو اور درگذر کی تفصیلات پر زور دیتے ہوئے اپنے عمل سے اس کی مثال پیش کرتے تھے۔ ایک شخص نے ٹبری سخت کلامی کی اور بہت سے غلط ازامات آپ پر آپ کے منہ بیٹھا یہ کیا یہ حضرت فرمایا جو کچھ تم نے کہا اگر وہ صحیح ہے تو خدا مجھے معاف کئے اور اگر غلط ہے تو خدا مجھیں معاف کر دے۔ اس بلند اخلاقی کے ظاہرے کا ایسا اثر پڑا کہ نمalf نے سر جوہر کا دیا اور کہا حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ میں نے کہا وہ غلط ہی تھا ایسے ہی دوسرے موقع پر ایک شخص نے آپ کی شان میں بہت ہی ناز پیا کوئی لفظ دستگاں کی حضرت نے اس طرح بے اوجہی زنا کی کہ جیسے نہایتی ہیں۔ اس نے پکار کے کہا، ”رَايَا لَكَ أَعْنَى“ یعنی میں آپ ہی کو کہہ را ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ ”أَعْنَى“ اُخْرُض۔ ہالیں میں تم ہی سے امورِ ارض یعنی بے تو جو ہی کر رہا ہو تو یہ اشارہ تھا اس سکم قرآن کی طرف کہ ”عَنِ الْعَفْوِ وَ اهْرُبْ بِالْمُرْدَفِ“ وَ آخرُض عنِ الْجَاهِلِیْت کیونکہ عفو کو اختیار کر دا چھپے کاموں کی بہارت

کر دار جا ہوں سچے ہم کشمی اختیار کرو۔

ہشتم ابن اسماعیل ایک شخص عنادی حضرت کی نسبت کچھ ناگوارا تین سرزد ہوئی تھیں پر خبر سنی اُبیہ کے زیکہ بادشاہ عمر بن عبد العزیز کو پڑھی۔ اس نے حضرت کو لکھا کہ میں اس شخص کو سزادوں لگا۔ حضرت نے فرمایا میں ہمیں چاہتا کہ بیری وجہ سے اُس کو کوئی نفعیان نہیں۔

فیضی اور خدمت خلوت کا چندہ آپ کو ایسا تھا کہ واقعوں کو نسلم اور روشنیاں دینیں پڑھت پر کچھ کے غربوں کے گھر میں پرے جاتے تھے اور قسم کرتے تھے بہت سے لوگوں کو خبریں سمجھتی تھیں کہ وہ کہاں سفر میں اور کون ان سکھ پہنچاتا ہے۔ جب حضرت کی وفات ہوئی اس وقت انہیں پڑھا کہہ امام زین العابدینؑ تھے۔ عسل کی ان خوبیوں کے سماں خدا علیؑ کمال بھی آپ کا ایسا نخا جرد شکوہ کو بھی سر جھکلاتے پر محبوک رہا تھا اور ان کو افرار تھا کہ آپ کے زمانے میں فتح اور علم دین کا کوئی عالم آپ سے طرف کر نہیں۔ ان تمام ذاتی مہنبوں کے ساتھ آپ دنیا کو سین ہی دیتے تھے کہ بیان خاندان اپنے ہوئے پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں کہ کہ آپ جبکہ بھی مدینہ کی امداد تشریف ایجاد تھے تو اپنا نام و نسب لوگوں کو نہ تلاٹتے تھے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا تھا یہ اچھا ہیں علوم موتا کہ میں پہلے لب کا سلسلہ ترقیت ہے جو اکٹھا ملاؤں اور ان کے صفات مجھے میں نہ پائے جائیں۔

آپ کی مخصوص صفتیں سے کہ آپ زین العابدینؑ اور سید الساجدین علیؑ عبادت شہر بلوسے دہ عبادت ہیں۔ باوجود کیہ آپ کو کہا کے بیسے ہر ہو عادت کو پی اسکھوں کے دیکھ کر کچھ تھے آپ بھا بیوں در عزیزیوں کی در دنیاں قتل کے بنا اظہر برابر آپ کی اسکھوں پر پھر اکرنے تھے اسی حالت میں ہی دوسرے خیال کا ذہن پر فعال بآنے اعام انسانی نظرت کے لحاظ سے بہت مشکل ہے۔ مگر آپ کے اس حکم وحدت میں ہیں نے عمر ہم سد سواد کو رکایا اگر کوئی چیز خالی آئی تو وہ خوف خدا اور عبادت میں گھوست تھی۔ یہاں تک کہ جس وقت وضنوں کے پیے یا نی سامنے آتا تھا اور نماز کا ارادہ فرماتے تھے اس وقت

اپکے تصریفات کی دنیا بدل جاتی تھی جبکہ کارنگ متغیر ہو جاتا تھا اور حجم میں لزدہ پڑ جاتا تھا کیونکہ سبب پوچھتا تھا تو فراستے تھے کہ خیال لٹکر دیجئے کس عقلي سلطان کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔ اُنکے مرنے کے موقعہ پر السیاہ موکا کے احرام بازیستے وقت لکھیٹ رہا ہر ہوں (کہنا چاہا تو رنگ چہرہ کا اُٹر گیا) اور تمام حجم میں لزدہ پڑ گیا اور کسی طرح بیکوں نہ کہا گیا لوگوں نے سبب پوچھا تو فرا اس سرچھتا ہوں کہ شاید میں بیکوں کہوں اور اس ای رکاہ میں کہیے کہ اُنکے لیے کلا بیکیٹ (حاضری کی ایازت نہیں) یہ فرمائتا رہے کہ غش آگیا۔ اس کوہ میں کہ جب دنیا کے دل بردنی میں اوتھا ہوں کی غلطیت کا اثر تھا اور خالق کو بالکل صہول بکی تھی یہ سجادہ ہوا تھے جن کی زندگی خالق کی غلطیت کا احساس پیدا کر لی تھی۔

**صحیفہ سجادیہ اور رالی محمد** | حضرت امام زین العابدینؑ کو زمانہ اس اپنے دادا اعلیٰ این ای طالبؑ کی طرح خطبیوں (لتقریروں) کے ذریعہ سے دنیا کو علم و معارف اور ایمیات دیگر کی تعلیم دینے والے کے لیے اس کا موئیہ تھا کہ وہ اپنے بیٹے رام محمد بن اقر یا اپنے پوتے رام عصف حنادل کی طرح شاگردوں کے مجمع میں علمی و دینی مسائل فصل کریں۔ اور دنیا کو اچھی باتوں کی تعلیم دیں۔ یہ سب باتیں وہ تھیں جو اس وقت کی فضنا کے تحاظے سے غیر ممکن تھیں۔

اس بیٹے امام زین العابدینؑ نے ایک تیسرا اظر القیام اختیار کیا جو بالکل پر امن تھا۔ اور جسے روکنے کا دنیا کی کسی طاقت نہ کوئی بیان نہیں مل سکتا تھا۔ وہ بیکا کہ تمام دنیا والوں سے یہ نہ ہوڑ کر وہ اپنے خالق سے مناجات کرے اور دعا میں طریقہ تھے۔ گریہ باتیں اور دعائیں کیا تھیں؟ ایمیات کا خزانہ، معارف اور حقائق کا لکھنیہ خالق اور مخلوق کے باہمی تعلق کا پیوچ آئینہ۔ ان دعاؤں کا جمود عہد صحیفہ کاملہ صحیفہ سجادیہ اور رالی محمدؑ کے امور سے اس وقت تک موجود ہے۔

اس بیان کو سب کچھ دوہلی جاتا ہے جو اسے طریقے طریقے خطبیوں و تقریروں میں شاید اتنی رتائی رانداز سے نہ ملشا۔

**برفات** انسوں ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ کی یہ خالکوش زندگی بھی نظام حکومت کو ناگوار رکھتی اور دلیل ہیں عبد الملک، امری بادشاہ نام سے آپ کو رصدروا دیا اور ۲۵ ربیوم شوال ہمیں وفات ہو گئی۔ بدینہ کے مقام پر امام محمد باقر نے اپنے نقدوس ابا اپ کی تہبیث و تکفیر کا انتظام لیا اور حبیۃ البقیع میں حضرت امام رضاؑ کے پہلو میں دفن کیا۔

پېشىش  
سید آفاق حیدر خنوئی آنبری سکٹری

دامېشنىڭھۇمۇ  
دەرس دەرىايدىللىشىن

(مَجْبُوعَة)  
رسالىتىلا  
امېشىشنىڭھۇمۇ  
سەقلىزىپ پەيپەسلىكەنەز